نظرات

ہمارے ملک کو یوں تو گونا گوں داخلی اور خارجی مسائل کا سامنا ہے اور ان کو حل کرنے کے لئے حکومت کو یکے بعد دیگرے بہت سے فیصلہ کن اقدامات کرنے ہوں گے۔ لیکن فوری توجہ کی طالب اور وقت کی سب سے اہم ضرورت ملک کا داخلی استحکام ہے۔ کسی ملک میں اندرونی طور پر بے چینی، بد نظمی اور انتشار کی موجودگی قوی دشمن کی فوجی یلغار سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ اور غنیم ہمیشہ ایسے موقع کی تاک میں رہتا ہے۔ داخلی استحکام کے لئے ایک طرف ضروری ہے کہ ظلم و نا انصافی کا خاتمہ کرکے عدل و انصاف اور 'حق بہ حقدار رسید' کی بنیاد پر ایک ایسا اجتماعی نظام قائم کیا جائے جس میں ملک کا ہر شہری یہ محسوس کرے کہ دوسروں کی طرح اسے بھی زندگی کے بنیادی حقوق حاصل ہیں، دوسری طرف تخریبی قوتوں پر احتساب کی گرفت اور مضبوط کر دی جائے۔ نظریات کی ہم آہنگی اور اعلیٰ اقدار کے نام پر اپیل سے بھی یہ کام لیا جا سکتا ہے اور کسی معاشرے کی مستحکم شیرازہ بندی میں اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن ظلم و نا انصافی کی موجودگی میں اس قسم کی اپیلیں ہمیشہ صدا بصحرا ثابت ہوتی ہیں۔ قیام استحکام کی طرف پہلا قدم یہی ہے کہ جہاں کہیں ظلم و نا انصافی کا وجود ہو اس کا خاتمہ کیا جائے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ حکومت، کفر کے ساتھ باقی رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔ یہ بات امید افزا ہے کہ موجودہ حکومت کو اس مسئلے کا پورا احساس ہے اور اس کے لئے مناسب تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

اس سلسلے میں اسلام کی ھدایات بالکل واضح ہیں۔ اسلام عدل کی تاکید کرتا ہے اور اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ظالم کو ظلم سے روک دیا جائے۔ اسلام جہاں ظالم کو ظلم سے روکتا ہے وہاں یہ بھی چاہتا ہے کہ اس پر

ظلم نہ کیا جائے ۔ لا تظلمون و لا تظلمون (نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے) ایک حدیث میں آتا ہے " انصر اخاک ظالماً او مظلوماً (اپنے بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم) لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ مظلوم بھائی کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے مگر ظالم کی مدد کا کیا مطلب ہے ۔ آپ نے فرمایا ظالم کی مدد یہ ہے کہ ظلم سے اس کا ہاتھ روک دو ۔ تقریباً ربع صدی سے پاکستان میں ہر سطح پر ظلم و استحصال کا بازار جس طرح گرم رہا ہے ، اس نے پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں ۔ موجودہ حکومت اگر اس شجر خبیثہ کی بیخ کنی میں پوری طرح کامیاب ہوگئی تو یہ اس کا سب سے بڑا کارنامہ ہوگا اور اس کے بعد پاکستان داخلی طور پر مستحکم بنیادوں پر کھڑا ہو جائے گا ، پھر بیرونی دشمنوں سے نمٹنا چنداں مشکل نہیں ہوگا ۔

مشرقی پاکستان کے المیے سے قوم کو جو صدمہ پہنچا ہے اس سے یک گونہ مایوسی اور بددلی کا پیدا ہو جانا بالکل فطری امر ہے ۔ لیکن زندہ اور صحت مند قومیں اس قسم کے حادثات سے مثبت اور تعمیری اثر قبول کرتی ہیں ۔ وہ ناکامی کے اسباب کا سراغ لگا کر تلافی مافات کے لئے پہلے سے زیادہ تن دہی کے ساتھ سرگرم عمل ہوجاتی ہیں ۔ ہم مسلمان ہیں ۔ ہمارے دین میں مایوسی کفر ہے ۔ ولاتیئسوا من روح اللہ انہ لاییئس من روح اللہ الا القوم الکفرون ۔ یہ شکست بھی ہمارے لئے رحمت ہے اگر ہم اس کے بعد بیدار ہوجائیں ۔ زبوں حالی کا ماتم بہت ہو چکا ۔ ماتم سرائی غیور و جسور اقوام کا شیوہ نہیں ہوتا ۔ وہ عمل ، سخت کوشی اور جوش کردار میں یقین رکھتی ہیں ۔ جاپان کی مثال ہمارے سامنے ہے ۔ گزشتہ جنگ عظیم میں اس قوم کو جن حالات کا سامنا کرنا پڑا اس سے پہلے واقعات کی دنیا میں ایسے حالات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ کونسی تباہی تھی جو اس قوم پر نہیں لائی گئی ۔ اتحادیوں نے اسے کلیۃً مفلوج کرکے چھوڑ دیا تھا ۔ لیکن وہی قوم چند سال کے عرصہ میں اپنی محنت اور جفاکشی

(باقی ۔ صفحہ ۶۸۵ پر)